فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۱۳)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): ظلم کیا ہے؟

(جواب): کسی شے کو اس کی مقررہ جگہ کے بجائے دوسری جگہ رکھنا ظلم ہے۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْحَدِيثِ وَالنُّظَّارِ : بَلِ الظُّلْمُ هُوَ وَضْعُ الشَّيْءِ فِي غَيْرِ مَوْضِعِهٖ .

''بہت سے اہل سنت، محدثین اور اہل نظر نے فرمایا ہے: ظلم سے مراد کسی شے کو اس کی اصل جگہ کی بجائے کسی دوسری جگہ رکھنا۔''

(مجموع الفتاوی : 507/8)

سب سے بڑا ظلم شرک ہے، کیونکہ عبادت کے لائق صرف اللہ کی ذات ہے، اب عبادت میں باری تعالیٰ کے ساتھ غیر کو بھی شریک کر لیا جائے، تو یہ بہت بڑا ظلم ہوگا۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ (لقمان : ۱۳)

''بلاشبہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔''

❀ ایک مقام پر فرمایا:

﴿وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِّنَ الظَّالِمِينَ﴾(يُونُس : ١٠٦)

''اللہ تعالیٰ کے علاوہ ایسی ہستیوں کو مت پکارو، جو آپ کو نہ نفع دے سکتی ہیں، نہ نقصان۔ اگر آپ نے ایسا کیا، تو آپ ظالموں میں سے ہوں گے۔''

۞ شیخ عبد الرحمٰن بن ناصر سعدی رحمہ اللہ (۱۳۷۶ھ) نے شرک کو ظلم عظیم قرار دیے جانے کی توجیہ بڑے عمدہ پیرائے میں بیان کی ہے، لکھتے ہیں:

''شرک کے ظلم عظیم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس شخص سے بڑھ کر قبیح اور رسوا کوئی نہیں ہوسکتا، جو مٹی سے پیدا کی گئی چیز کو جہانوں کے مالک کے برابر کر دے، جو کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا، اسے ہر چیز پر مختار کے برابر کر دے، جو ہر طرح سے فقیر اور ناقص کو ہر لحاظ سے کامل وغنی رب کے برابر کر دے، جو کسی ایک کو ذرہ دینے کی ہمت نہیں رکھتا، اسے تمام مخلوقات کو دینی و دنیوی، اخروی اور جسمانی وروحانی ہر طرح کی نعمتیں اکیلے دینے والے اور ہر برائی کو اکیلے دور کرنے والے کے برابر کر دے، کیا اس سے بڑھ کر کوئی ظلم ہے؟ اور کیا اس سے بڑھ کر کوئی ظلم ہے کہ جسے اللہ نے اپنی عبادت وتوحید کے لیے پیدا کیا، وہ اپنی پاکیزہ جان کو گھٹیا ترین مرتبے میں ڈال دے؟''

(تفسير السّعدي : 2/155-156)

سوال: جوتا نجاست آلود ہو، تو کیا وہ مٹی میں رگڑنے سے پاک ہوجاتا ہے؟

جواب: جوتا نجاست آلود ہو، تو زمین پر چلنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ اس سے نجاست کا اثر زائل ہوجائے، تو پاک ہوجائے گا۔

❁ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي نَعْلَيْهِ، فَصَلَّى النَّاسُ فِي نِعَالِهِمْ، ثُمَّ أَلْقٰى نَعْلَيْهِ، فَأَلْقَى النَّاسُ نِعَالَهُمْ وَهُمْ فِي الصَّلَاةِ، فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهٗ قَالَ: مَا حَمَلَكُمْ عَلٰى إِلْقَاءِ نِعَالِكُمْ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، رَأَيْنَاكَ فَعَلْتَ فَفَعَلْنَا، قَالَ: إِنَّ جِبْرِيلَ أَخْبَرَنِي أَنَّ فِيهَا أَذًى، فَإِذَا أَتٰى أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَنْظُرْ فَإِنْ رَأَى فِي نَعْلَيْهِ أَذًى، وَإِلَّا فَلْيُصَلِّ فِيهِمَا.

''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتے پہن کر نماز پڑھائی، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی جوتوں سمیت نماز ادا کی، پھر دوران نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتے اتار دیئے، یہ دیکھ کر صحابہ نے بھی جوتے اتار دیے، نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ نے جوتے کیوں اتارے؟ صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ کو دیکھا، تو اتار دیے، فرمایا: مجھے جبریل علیہ السلام نے بتایا تھا کہ جوتا نجاست آلود ہے۔ لہٰذا آپ مسجد آنے سے قبل جوتا دیکھ لیا کریں، اس میں نجاست ہو، تو اتار دیا کریں، ورنہ اسی میں نماز ادا کر لیا کریں۔''

(مسند الطّيالسي، ص 286، مسند الإمام أحمد: 20/3، سنن أبي داوٗد: 650، مسند ابن حميد: 880، مسند أبي يعلى: 1194، السنن الكبرٰى للبيهقي: 406/2، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (۱۰۱۷) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۲۱۸۵) نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ حاکم رحمہ اللہ (۲۶۰/۱) نے اس کو امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے،

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(خلاصة الأحكام : ۳۱۹/۱)

❁ اسی معنی کی دوسری روایت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

(صحيح ابن خزيمة : 786، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ اسی معنی کی ایک روایت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

(السنن الكبرىٰ للبيهقي : 404/2، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهٗ لَا بَأْسَ بِهٖ .

''اس کی سند میں کوئی حرج نہیں۔''

تنبیہ:

اس بارے میں بعض غیر ثابت روایات بھی ہیں۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا وَطِئَ أَحَدُكُمْ بِنَعْلِهِ الْأَذٰى، فَإِنَّ التُّرَابَ لَهٗ طَهُورٌ .

''جب کوئی اپنے نجاست آلود جوتے میں چلے، تو مٹی اسے پاک کر دے گی۔''

(سنن أبي داود : 385)

سند ضعیف ہے۔ أُنْبِئْتُ کہہ کر روایت کی گئی ہے، معلوم نہیں یہ مبہم راوی کون ہے؟

❁ سنن ابی داود (۳۸۶) والی سند بھی ضعیف ہے۔

① محمد بن عجلان مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی، نیز ان کی سعید بن ابی

سعید مقبری سے روایت میں کلام ہے۔

② محمد بن کثیر صنعانی کثیر الغلط ہے، اس نے اوزاعی سے کئی غیر محفوظ روایات بیان کی ہیں۔

❀ یہی معنی کی روایت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے۔

(سنن أبي داود : 387)

اس کی سند ضعیف ہے۔قعقاع بن حکیم کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع نہیں۔

❀ حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ مُرْسَلٌ، اَلْقَعْقَاعُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَائِشَةَ .

''روایت مرسل ہے،قعقاع نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع نہیں کیا۔''

(الخلافيات :1/75)

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک دوسری روایت بھی ہے۔

(مسند أبي يعلى : 4869)

سند باطل ہے۔عبداللہ بن سمعان ''متروک وکذاب'' ہے۔

سوال:میرے شوہر نے مجھے ایک طلاق زبانی کلامی دی ہے۔ دوسری طلاق بذریعہ کورٹ دی، مگر عدالتی طلاق کا پراسس ابھی مکمل نہیں ہوا۔ دو سال ہو گئے ہم ایک دوسرے سے نہیں ملے۔ میرا شوہر میرے حقوق پورے نہیں کرتا۔ مجھے کیا کرنا چاہیے؟

جواب:بشرط صحت سوال شریعت کی رُو سے آپ کے شوہر کی زبانی کلامی دی گئی طلاق واقع ہو چکی ہے۔ اسے عدت کے دوران رجوع کا حق حاصل تھا۔ رجوع نہ کرنے کی صورت میں آپ اس کے عقد سے جدا ہو چکی ہیں۔ لہٰذا آپ کو اپنے متعلق فیصلہ کرنے کا

اختیار حاصل ہے۔

جو طلاق کورٹ کے ذریعے بھیجی گئی ہے، وہ اگر پہلی طلاق کی عدت کے دوران دی ہے، تو شریعت کی رُو سے واقع ہو چکی ہے، خواہ مقامی عدالت کا پراسس مکمل نہ ہوا ہو اور اگر پہلی طلاق کی عدت گزرنے کے بعد دی ہے، تو شرعاً وہ طلاق رائیگاں ہے، کیونکہ آپ پہلے ہی عقد سے جدا ہو چکی ہیں۔

اگر بالفرض والمحال پہلی طلاق شوہر تسلیم نہ کرے، تو کورٹ کے ذریعے بھیجی گئی طلاق مؤثر ہو چکی ہے، کیونکہ عدت کے اندر رجوع کا حق تھا، جو کہ ختم ہوا۔ لہٰذا عدت کے بعد آپ اس کے عقد سے خارج ہو گئی ہیں، اپنے متعلق فیصلہ کرنے کا اختیار رکھتی ہیں۔

یاد رہے کہ مطلقہ غیر حاملہ کی عدت تین حیض ہے۔

صورت مسئولہ کے مطابق آپ اپنے شوہر کی بیوی نہیں رہیں۔ شریعت کی رُو سے آپ کو آگے نکاح کرنے کا اختیار حاصل ہے، لہٰذا آپ کو چاہیے کہ اپنا مسئلہ چند معززین کے سامنے رکھیں اور انہیں تمام صورت حال سے آگاہ کریں، انہیں اعتماد میں لے کر آگے نکاح کر لیں، باقی ریاست کے عائلی قوانین کا پاس کرنا چاہیے، یہ ایک الگ مسئلہ ہے، جو شرعی نکاح میں مانع نہیں۔

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

إِنَّهُ سَأَلَ أُخْتَهُ أُمَّ حَبِيبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّ فِي الثَّوْبِ الَّذِي يُجَامِعُهَا فِيهِ؟ فَقَالَتْ : نَعَمْ إِذَا لَمْ يَرَ فِيهِ أَذًى .

''آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن اُم حبیبہ زوجۂ رسول رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کپڑوں میں نماز پڑھ لیتے تھے، جن میں اُن کے ساتھ ازدواج قائم کرتے تھے؟ کہتی ہیں: جی ہاں، اگر ان کپڑوں میں آلائش نہ دیکھتے تو۔''

(سنن أبي داود: 366)

جواب: سند ضعیف ہے۔ سوید بن قیس تجیبی کا سیدنا معاویہ بن حدیج رضی اللہ عنہ سے سماع معلوم نہیں ہو سکا۔

سوال: کیا مرد کے لیے عورت کے وضو یا غسل سے باقی ماندہ پانی سے وضو یا غسل کرنا درست ہے؟

جواب: جائز ہے۔ عورت کا مستعمل پانی بھی پاک ہے۔ احادیث میں جو نہی آئی ہے، وہ تنزیہی کے لیے ہے کہ بچنا بہتر ہے۔

❁ سیدنا حکم بن عمرو اقرع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى أَنْ يَّتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ طَهُورِ الْمَرْأَةِ.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کو منع فرمایا کہ وہ عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے وضو کرے۔''

(مسند الإمام احمد: 66/5، سنن أبي داود: 82، سنن النّسائي: 343، سنن التّرمذي: 64، سنن ابن ماجه: 374، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن''، امام ابن ماجہ اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۲۶۰) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❁ سوادہ بن قیس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

انْتَهَيْتُ إِلَى الْحَكَمِ الْغِفَارِيِّ وَهُوَ بِالْمِرْبَدِ، وَهُوَ يَنْهَاهُمْ عَنْ فَضْلِ طَهُورِ الْمَرْأَةِ.

''میں سیدنا حکم غفاری رضی اللہ عنہ کے پاس ''مربد'' میں حاضر ہوا، آپ رضی اللہ عنہ عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا منع کرتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 355، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ ایک صحابی بیان کرتے ہیں:

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَغْتَسِلَ الْمَرْأَةُ بِفَضْلِ الرَّجُلِ، أَوْ يَغْتَسِلَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ الْمَرْأَةِ.

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ عورت اور مرد ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے غسل کریں۔''

(سنن أبي داود :81، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رُوَاتُهٗ ثِقَاتٌ.

''اس کے راوی ثقہ ہیں۔''

(السّنن الكبرىٰ :190/1)

حافظ نووی رحمہ اللہ (المجموع :۲/۱۹۱)، حافظ عراقی رحمہ اللہ (طرح التثریب :۲/۴۰) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (بلوغ المرام :۷) نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رِجَالُهٗ ثِقَاتٌ وَلَمْ أَقِفْ لِمَنْ أَعَلَّهٗ عَلٰى حُجَّةٍ قَوِيَّةٍ .

''اس کے راوی ثقہ ہیں، میرے مطابق اس روایت کو معلول قرار دینے والے کے پاس کوئی قوی دلیل نہیں۔''

(فتح الباري :300/1)

❁ علامہ ابن ترکمانی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

هٰذَا لَيْسَ بِمَرْسَلٍ، بَلْ هُوْ مُتَّصِلٌ .

''یہ روایت مرسل نہیں، متصل ہے۔''

(الجَوهر النّقي :192/1)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے:

لَا بَأْسَ أَنْ يُغْتَسَلَ بِفَضْلِ الْمَرْأَةِ مَا لَمْ تَكُنْ حَائِضًا أَوْ جُنُبًا .

''عورت کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرنا جائز ہے، بشرطیکہ وہ حائضہ اور جنبی نہ ہو۔''

(موطأ الإمام مالك :52/1، وسندهٗ صحيحٌ)

ان روایات میں نہی تنزیہی ہے۔ جبکہ دیگر روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضو یا غسل کیا جا سکتا ہے، جمہور اہل علم کا یہی مؤقف ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

اغْتَسَلَ بَعْضُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَفْنَةٍ، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَتَوَضَّأَ مِنْهَا أَوْ يَغْتَسِلَ، فَقَالَتْ لَهٗ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي كُنْتُ جُنُبًا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّ الْمَاءَ لَا يُجْنِبُ .

''نبی کریم ﷺ کی کسی بیوی نے ٹب میں غسل کیا، تو آپ ﷺ تشریف لائے اور اس ٹب سے وضو یا غسل کرنے لگے، تو زوجہ محترمہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں نے غسل جنابت کیا ہے! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانی تو جنبی نہیں ہوتا۔''

(سنن أبي داود : 68، صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ (۶۵) نے ''حسن صحیح''، امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۴۸)، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۱۰۹)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۲۴۸)، امام حاکم رحمہ اللہ (۱/۲۶۰)، حافظ نووی رحمہ اللہ (الایجاز : ۲۹۸) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (فتح الباری : ۱/۳۰۰) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

۞ امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا خَبَرٌ عِنْدَنَا صَحِيحٌ سَنَدُهٗ .

''ہمارے نزدیک اس حدیث کی سند صحیح ہے۔''

(تهذيب الآثار [مسند ابن عباس] : 693/2)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ بِفَضْلِ مَيْمُونَةَ .

''رسول اللہ ﷺ میمونہ رضی اللہ عنہا کے بچے ہوئے پانی سے غسل فرمالیا کرتے تھے۔''

(صحيح مسلم : 323)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَيْمُونَةَ كَانَا يَغْتَسِلَانِ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ .

''نبی کریم ﷺ اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا ایک ہی برتن سے غسل کرلیا کرتے تھے۔''

(صحيح البخاري : 253، صحيح مسلم : 322)

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، تَخْتَلِفُ أَيْدِينَا فِيهِ .

''میں اور نبی کریم ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کرلیا کرتے تھے، ہمارے ہاتھ برتن میں باہم ٹکراتے تھے۔''

(صحيح البخاري :261، صحيح مسلم :321)

❀ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

إِنَّ فَضْلَ الْمَرْأَةِ لَا بَأْسَ بِالْوُضُوءِ مِنْهُ .

''(یہ حدیث دلیل ہے کہ) عورت کے باقی ماندہ پانی سے وضو کرنا جائز ہے۔''

(التّمهيد : 103/8)

❀ عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا بَأْسَ بِفَضْلِ وَضُوءِ الْمَرْأَةِ .

''عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی (کو استعمال کرنے) میں کوئی حرج نہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :351، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهُ سُئِلَ عَنْ فَضْلِ الْحَائِضِ يُتَوَضَّأُ مِنْهُ؟ قَالَ: نَعَمْ.

''آپ رحمہ اللہ سے حائضہ کے بچے ہوئے پانی کے بارے میں پوچھا گیا کہ اس سے وضو کیا جا سکتا ہے؟ تو فرمایا: جی ہاں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة: 352، وسندهٗ حسنٌ)

❀ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلَّذِي ذَهَبَ إِلَيْهِ جُمْهُورُ الْعُلَمَاءِ وَجَمَاعَةُ فُقَهَاءِ الْأَمْصَارِ أَنَّهُ لَا بَأْسَ أَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ الْمَرْأَةِ وَتَتَوَضَّأَ الْمَرْأَةُ بِفَضْلِهِ انْفَرَدَتْ بِالْإِنَاءِ أَوْ لَمْ تَنْفَرِدْ وَفِي مِثْلِ هٰذَا آثَارٌ كَثِيرَةٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صِحَاحٌ.

''جمہور اہل علم اور فقہائے امصار کا مذہب ہے کہ مرد اور عورت ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے وضو کر سکتے ہیں، خواہ برتن الگ الگ ہو یا اکٹھا ہو۔ اس بارے میں نبی کریم ﷺ سے بہت سی صحیح احادیث منقول ہیں۔''

(التّمهيد: 165/14)

سوال: کیا اُمت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں شرک ہو سکتا ہے؟

جواب: بعض یہ کہتے ہیں کہ اب امت میں شرک نہیں آ سکتا، لہٰذا اُمت کا کوئی فرد مشرک ہو ہی نہیں سکتا، اس کے ثبوت پر وہ یہ حدیث پیش کرتے ہیں۔

❀ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي وَاللّٰهِ! مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي.

''اللہ کی قسم! میں اس سے بے خوف ہو گیا ہوں کہ آپ میرے بعد سے شرک

کریں گے۔‘‘

(صحیح البخاري : 1344، صحیح مسلم : 2296)

① یہ گمراہی پر مبنی نظریہ ہے۔ اسلاف اُمت میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں، کسی مسلمان نے اس حدیث سے یہ مسئلہ ثابت نہیں کیا کہ اب امت میں شرک نہیں آ سکتا، دراصل یہ بت پرستی کی حوصلہ افزائی ہے اور حدیث کی معنوی تحریف ہے اور مسلمانوں کے اجماعی نظریہ کی خلاف ورزی ہے۔

② حدیث میں یہ خطاب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ہے، فی الواقع ایسا ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد شرک نہیں کیا، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان برحق ہے۔

③ اس حدیث کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ مجھے ساری کی ساری امت کے مشرک ہو جانے کا ڈر نہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ بعض گروہ شرک میں مبتلا ہو جائیں گے۔

❀ سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ، وَحَتّٰى تَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي الْأَوْثَانَ.

’’اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی، جب تک میری امت کے بعض قبائل مشرکوں سے مل نہ جائیں اور جب تک میری امت کے بعض قبیلے بتوں کی پوجا نہ کرنے لگیں۔‘‘

(مسند الإمام أحمد : 278/5، سنن أبي داوٗد : 4252، سنن التّرمذي : 2129، سنن ابن ماجه : 2952، وسندهٗ صحیحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَضْطَرِبَ أَلَيَاتُ نِسَاءِ دَوْسٍ عَلٰى ذِي الْخَلَصَةِ .

''اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی، جب تک دوس قبیلہ کی عورتوں کی سرینیں ذی الخلصہ (بت) کے اردگرد چکر نہ لگائیں گی۔''

(صحيح البخاري : 7116، صحيح مسلم : 2906)

❁ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یوں باب قائم کیا ہے:

بَابٌ تَغْيِيرُ الزَّمَانِ حَتّٰى تُعْبَدَ الْأَوْثَانُ .

''زمانہ اس قدر بدل جائے گا کہ بتوں کی پوجا شروع ہو جائے گی۔''

ثابت ہوا کہ اُمت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں بھی شرک ہوگا۔

مذکورہ حدیث کے متعلق اہل علم کی آراء ملاحظہ فرمائیں:

① حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

أَيْ عَلٰى مَجْمُوعِكُمْ لِأَنَّ ذٰلِكَ قَدْ وَقَعَ مِنَ الْبَعْضِ .

''مراد یہ ہے کہ میں آپ سب پر شرک کا خوف نہیں کرتا، کیونکہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی امت کے) بعض افراد سے شرک کا صدور رہا ہے۔''

(فتح الباري : 211/3)

② حافظ ابن عراقی رحمہ اللہ (۸۲۶ھ) فرماتے ہیں:

أَيْ مَجْمُوعَكُمْ، وَإِنْ كَانَ قَدْ يَقَعُ ذٰلِكَ لِبَعْضِهِمْ .

''یعنی آپ سب مل کر شرک پر جمع نہیں ہو جائیں گے، اگر چہ مسلمانوں میں سے بعض لوگ اس میں مبتلا ہو چکے ہیں۔''

(طَرح التّثریب : 301/4)

③ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) فرماتے ہیں:

مَعْنَاهُ : عَلٰى مَجْمُوعِكُمْ لِأَنَّ ذٰلِكَ قَدْ وَقَعَ مِنَ الْبَعْضِ .

''اس کا معنی یہ ہے کہ میں آپ سب کے شرک میں واقع ہونے سے نہیں ڈرتا، کیونکہ بعض سے شرک سرزد ہو چکا ہے۔''

(عُمدة القاري : 491/12)

④ علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

أَيْ : عَلٰى مَجْمُوعِكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي، لِأَنَّ ذٰلِكَ قَدْ وَقَعَ مِنَ الْبَعْضِ .

''اس کا معنی یہ ہے کہ میں آپ سب کے شرک میں پڑنے سے نہیں ڈرتا، کیونکہ بعض سے شرک واقع ہو گیا ہے۔''

(مِرقاة المَفاتيح : 3845/9)

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَذْهَبُ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ حَتّٰى تُعْبَدَ اللَّاتُ وَالْعُزّٰى .

''دن اور رات (کا نظام) ختم ہونے سے پہلے لات و عزیٰ کی عبادت شروع ہو جائے گی۔''

(صحيح مسلم : 2907)

❁ سیّدنا جندب بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات سے پانچ دن پہلے فرماتے ہوئے سنا:

أَلَا وَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوا يَتَّخِذُونَ قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ وَصَالِحِيهِمْ مَسَاجِدَ، أَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُورَ مَسَاجِدَ، إِنِّي أَنْهَاكُمْ عَنْ ذٰلِكَ .

''خبردار! آپ سے پہلے والوں نے انبیاء اور صالحین کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیا، آپ قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا، میں آپ کو اس سے منع کرتا ہوں۔''

(صحیح مسلم : 532)

❁ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرضِ موت میں فرمایا:

لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى، اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسْجِدًا .

''اللہ تعالیٰ یہود ونصاریٰ پر لعنت فرمائے۔ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبریں عبادت گاہیں بنالی تھیں۔''

(صحیح البخاري : 1330، صحیح مسلم : 529)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

كَأَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِمَ أَنَّهٗ مُرْتَحِلٌ مِنْ ذٰلِكَ الْمَرَضِ فَخَافَ أَنْ يُعَظَّمَ قَبْرُهٗ كَمَا فَعَلَ مَنْ مَضٰى فَلَعَنَ الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى إِشَارَةً إِلٰى ذَمِّ مَنْ يَّفْعَلُ فِعْلَهُمْ .

''گویا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جان چکے تھے کہ آپ اس دنیا سے کوچ کرنے والے

ہیں، تو آپ ﷺ کو اپنی قبر کی تعظیم کا خوف پیدا ہوا، جیسا کہ پہلے لوگ کرتے تھے، چنانچہ آپ ﷺ نے یہود و نصاریٰ پر لعنت کی، یہ اشارہ کرنے کے لیے کہ جو شخص ان کی طرح کا کام کرے گا، وہ مذموم ہوگا۔“

(فتح الباري :532/1)

❀ اس حدیث کی شرح میں اہل علم فرماتے ہیں:

إِنَّهٗ بِالتَّدْرِيجِ يَصِيرُ مِثْلُ عِبَادَةِ الْأَصْنَامِ .

”بلاشبہ (قبروں کو سجدہ گاہ بنانا) بالتدریج بتوں کی عبادت کی طرح بن جائے گا۔“

(الكواكب الدّراري : 71/21، اللّامع الصّبيح : 198/3، عمدة القاري : 2/22، شرح القسطلاني : 432/8)

سوال: کیا حسن بصری رحمہ اللہ کا سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے سماع ہے؟

جواب: راجح یہ ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ کا سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے سماع ثابت ہے۔

❀ امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ مَشَائِخَنَا وَإِنِ اخْتَلَفُوا فِي سَمَاعِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ فَإِنَّ أَكْثَرَهُمْ عَلٰى أَنَّهٗ سَمِعَ مِنْهُ .

”حسن بصری رحمہ اللہ کے سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے سماع کے متعلق اگرچہ ہمارے مشائخ کا اختلاف ہے، مگر اکثر مشائخ کا مؤقف ہے کہ حسن بصری کا سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے سماع ثابت ہے۔“

(المستدرك على الصّحيحين، تحت الرقم : 7400)

(سوال): کبیرہ گناہوں کی تعداد کتنی ہے؟

(جواب): تابعین کا کبیرہ گناہوں کی تعداد میں اختلاف ہے، کیا ان کی کوئی متعین تعداد ہے؟ اس بارے میں دو قول ہیں، بعض کے ہاں جن سے اللہ نے قرآن میں منع فرما دیا، وہ کبیرہ ہیں، جبکہ بعض کہتے ہیں، جنکی ممانعت کے ساتھ لعنت، غضب یا عذاب کی وعید موجود ہے، وہ کبیرہ ہیں، اور بعض کے نزدیک جن پر دنیا میں حد یا آخرت میں وعید ہو، وہ کبیرہ ہیں۔

الحاصل تابعین اس پر تو متفق ہیں کہ گناہ کبیرہ وصغیرہ دونوں طرح کے ہوتے ہیں۔

❁ عوف رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قَامَ أَبُو الْعَالِيَةِ الرِّيَاحِيُّ عَلٰى حَلْقَةٍ أَنَا فِيهَا، فَقَالَ : إِنَّ نَاسًا يَقُولُونَ : الْكَبَائِرُ سَبْعٌ، وَقَدْ خِفْتُ أَنْ تَكُونَ الْكَبَائِرُ سَبْعِينَ أَوْ يَزِدْنَ عَلٰى ذٰلِكَ .

''ابوالعالیہ ریاحی رحمہ اللہ ایک حلقہ سے کھڑے ہوئے، میں بھی اس میں موجود تھا، آپ نے فرمایا: لوگ تو کہتے ہیں کہ کبیرہ گناہ سات ہیں، لیکن مجھے ڈر ہے کہ وہ ستر یا اس سے بھی زیادہ ہوں گے۔''

(تفسير الطّبري : ٦٥١/٦، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ الْكَبَائِرَ فِيمَا بَيْنَ أَوَّلِ هَذِهِ السُّورَةِ (سُورَةِ النِّسَاءِ) إِلٰى هٰذَا الْمَوْضِعِ : ﴿إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ﴾(النساء : ٣١)

''وہ (صحابہ وتابعین) سمجھتے تھے کہ کبیرہ گناہوں کا بیان سورت نساء کے شروع سے لے کر آیت (۳۱) تک ہے۔''

(تفسير الطّبري : ٦٤٢/٦، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ زید بن اسلم رحمہ اللہ مذکورہ آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

مِنَ الْكَبَائِرِ : الشِّرْكُ، وَالْكُفْرُ بِآيَاتِ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ الْأَوْلادِ، وَمَنْ دَعَا لِلّٰهِ وَلَداً أَوْ صَاحِبَةً، وَمِثْلُ ذٰلِكَ مِنَ الْأَعْمَالِ، وَالْقَوْلِ الَّذِي لَا يَصْلُحُ مَعَهٗ عَمَلٌ، وَأَمَّا كُلُّ ذَنْبٍ يَصْلُحُ مَعَهٗ دِينٌ، وَيُقْبَلُ مَعَهُ عَمَلٌ، فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَعْفُو السَّيِّئَاتِ بِالْحَسَنَاتِ .

''کبیرہ گناہوں میں سے بعض یہ ہیں؛شرک، اللہ کی آیات اور اس کے رسولوں کا انکار، جادو، اولاد کا قتل، اللہ کے لیے اولاد یا بیوی کا ثبوت وغیرہ، نیز وہ اقوال جن کی وجہ سے عمل قبول نہیں ہوتا، البتہ جن گناہوں کے باوجود دین سلامت اور عمل قبول ہوتا ہے، ان کو اللہ تعالیٰ نیکیوں کے بدلے میں معاف فرماتا رہتا ہے۔''

(تفسير ابن أبي حاتم : ٩٣٤/٣، وسندهٗ حسنٌ)

❁ ابوالعالیہ رحمہ اللہ فرمان الٰہی : ﴿بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّأَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيئَتُهٗ﴾(البقرة : ٨١) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

الْكَبِيرَةُ الْمُوجِبَةُ .

''کبیرہ گناہ وہ ہوتے ہیں، جو (جہنم کو) واجب کر دیں۔''

(تفسير ابن أبي حاتم : ١٥٩/١، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ سدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فرمان باری تعالیٰ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ﴾(النّساء : ٤٨) **سے مراد کبیرہ گناہوں سے بچنے والے مسلمان ہیں۔**

(تفسير الطّبري : ١٠٤٣٤، وسندهٗ حسنٌ)

❀ **فرمان باری تعالیٰ ہے:**

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ﴾

(النساء : ٤٨)

''بلا شبہ اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شرک کو معاف نہیں کرے گا، اس کے علاوہ جو چاہے گا جسے چاہے گا معاف فرما دے گا۔''

❀ **اس آیت کی تفسیر میں امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:**

قَدْ أَبَانَتْ هَذِهِ الْآيَةُ أَنَّ كُلَّ صَاحِبِ كَبِيرَةٍ فَفِي مَشِيئَةِ اللّٰهِ إِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ، وَإِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ عَلَيْهِ مَا لَمْ تَكُنْ كَبِيرَةً شِرْكًا بِاللّٰهِ .

''اس آیت سے واضح ہو گیا ہے کہ شرک کے علاوہ ہر گناہ کبیرہ کا مرتکب اللہ تعالیٰ کی مرضی پر ہو گا، اللہ چاہے گا، تو اسے معاف کر دے گا اور چاہے گا، تو اسے سزا دے گا۔''

(تفسير الطّبري : ١٢٢/٧)